علم جرح و تعدیل

ایک جائزہ

ڈاکٹرعبدالروٴف ظفر☆

سیرت نبوی ﷺ کا ایک درخشاں پہلو :

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو کائنات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لوگوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے اس لئے ،آپ ﷺ کی تعلیمات عالم گیراور ہمہ گیر ہیں اور ان میں ہر شعبۂ زندگی کے لئے کامل نمونۂ عمل ملتا ہے۔آپ ﷺ کی زندگی کے حالات انسان اوّل سے لیکر آج تک سب سے زیادہ محفوظ اور صحیح ہیں ۔اس کا اعتراف مسلمان ہی نہیں مستشرقین بھی کرتے ہیں۔مسلمانوں کا یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے ہر قول اور فعل کو بہت اچھے انداز سے محفوظ کیا ۔اس کے لئے انھوں نے زندگیاں وقف کیں۔حدیث رسول ﷺ کے لئے سفر کئے ۔صعوبتیں برداشت کیں۔انہی کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ علوم الحدیث ہیں۔ابتدائی طور پر علوم حدیث یاد کرنے اور لکھنے تک محدود تھے، لیکن آہستہ آہستہ ان علوم میں بھی ارتقاہوا۔اور ان کی مختلف قسمیں بنیں ۔انھیں علوم میں علم اسماءالرجال مرتب ہوا۔جس کی مثال کسی اور قوم میں نہیں ہے ۔اس کا ذکرمشہور مستشرق سپر نگر نے **الاصابه في تمييز الصحابة** کے مقدمے میں کیا۔حدیث سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کے مکمل حالات مرتب کئے ،تا کہ حدیث نبوی ﷺ ہر شک و شبہ سے بالا ہو۔اسماءالرجال میں سے پھر علم جرح وتعدیل نے الگ ایک علم کی حیثیت اختیار کی۔جس پر حدیث نبوی ﷺ کی قبولیت اور عدم قبولیت کا مدار ہے۔

علم جرح وتعدیل کا بنیادی تعلق تو علم حدیث کے ساتھ ہے، لیکن سیرت طیبہ سے بھی دو وجوہ سے اس کا گہرا اور قریبی تعلق ہے، اور سیرت طیبہ کا صحیح اور مستند بیان علم جرح وتعدیل کو نظر انداز کر کے کسی

☆ڈائریکٹر سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

صورت مکمل نہیں ہوسکتا، ایک تو اس لئے کہ سیرت طیبہ کا بہت بڑا حصہ خود کتب احادیث میں موجود محفوظ ہے، جس سے استفادے کے لئے علم جرح وتعدیل سے کما حقہ واقفیت ضروری ہے، دوسرے خود کتب سیرت میں موجود روایات سیرت کی بھی جانچ اور پرکھ کے لئے علم جرح وتعدیل ہی واحد ذریعہ ہے، اور جب سے سیرت طیبہ پر نئے اسلوب سے اور تحقیق کے روایتی وبنیادی اصولوں کی روشنی میں کام کا آغاز ہوا ہے، اس کے بعد علم سیرت کے نقطۂ نظر سے بھی علم جرح وتعدیل کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا ہے، ان سطور میں اسی پہلو کو سامنے رکھ کر علم جرح وتعدیل کے حوالے سے بنیادی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

سب سے پہلے چند بنیادی تعریفیں بیان کی جاتی ہیں:

i. جرح کی لغوی تعریف :

جرح جَرَحَ یَجْرِحُه کا مصدر ہے، جرح، اثر داءٍ فی الجلد (زخم کا جلد پر بیماری کا نشان) والا ستجراح، النقصان والعیب والفساد (الاستجراح نقصان، عیب اور فساد ہے)۔(۱)

ii. جرح کی اصطلاحی تعریف:

الجرح فی اصطلاح المحدثین هو ظهور وصف فی الراوی یثلم عدالته، او یخل حفظه وضبطه (۲)

اصطلاح محدثین میں جرح سے مراد راوی کے اس وصف کا ظاہر ہے، جس سے اس کی عدالت میں نقص پیدا ہو یا جس سے اس کا حافظہ خراب ہو جائے یا یادداشت میں خرابی ہو۔

علامہ فیومی نے لکھا ہے:

الجرح مما یترتب علیه رد شهادته او خبره، او التوقف فیه، والتجریح هو اثبات وصف من الاوصاف الجارحة (۳)

جرح پر اس کی (راوی) شہادت اور روایت کو رد کرنے کا مدار یا توقف ہے۔ تجریح مجروح کرنے والے اوصاف میں سے کسی وصف کا ثابت ہونا ہے۔

ان دونوں تعریفوں سے معلوم ہوا کہ گویا راوی کے وہ اوصاف جو تحقیق کے بعد اس کے

عیوب کوظاہر کریں اوراُن کی بناپر اس کی روایت اور گواہی کو رد کیا جائے، جرح کہلاتے ہیں۔

i. عدالت کی لغوی تعریف:

عدالت اور تعدیل کا مادہ عدل ہے، یہ لفظ ظلم کا متضاد ہے۔

العدالة القصد في الامور، وهو خلاف الجور وما قام في النفوس انه مستقيم (۴)

عدالت معاملات میں میانہ روی ہے اور یہ لفظ جور کا متضاد ہے جو چیز دل کے اندر بیٹھ جائے کہ وہ ٹھیک ہے۔

ii. عدالت کی اصطلاحی تعریف:

العدالة انما هي التزام العدل، والعدل هو القيام بالفرائض و اجتناب المحارم و الضبط لما روى واخبر به فقط (۵)

عدالت، عدل کو لازم کرنا ہے۔عدل سے مراد فرائض کا قیام ہے اور حرام چیزوں سے بچنا اور وہ چیز جو روایت کرے اور بتائے اسکو اچھی طرح سے یاد رکھنا ہے۔

تعدیل معتبر یا عادل قرار دینا ہے۔تحقیق کے بعد کسی گواہ یا راوی کو عادل قرار دینا۔

علم جرح وتعدیل کی تعریف:

فهو علم يبحث في احوال الرواة من حيث قبول رواياتهم او ردها بالفاظ مخصوصة وفي مراتب تلك الالفاظ (۶)

علم جرح وتعدیل ایسا علم ہے جس میں روایوں پر ان کی روایات کو قبول ورد کے لحاظ سے مخصوص الفاظ سے بحث کی جاتی ہے۔اوران الفاظ کے مراتب میں فرق کی بنا پر رواۃ کے درجات مرتب کئے جاتے ہیں۔

علم جرح وتعدیل کی اہمیت:

جرح وتعدیل علوم حدیث کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

جرح وتعدیل کا علم ہر عالم کو نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ کام توفی الواقع انہیں ائمہ کا حصہ تھا جو اس فن میں کامل مہارت وامامت کا مقام رکھتے تھے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ائمہ حضرات کو اپنے نبی ﷺ کی سنت کی حفاظت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔موجودہ دور میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی ناقص و محدود عقل سے حدیثوں کو پرکھنے اور جانچنے کی کوشش کررہے ہیں، جو نہ صرف فن حدیث سے ناواقف بلکہ اسلام کے اصول ومبادی سے ناآشنا ہیں۔یہ درحقیقت مستشرقین کے تلامذہ اور آپ کے پیروکار ہیں۔مستشرقین نے جوشوگر کوٹڈ زہر انہیں اسلام کے خلاف پلایا ہے، اسی کا یہ لوگ مختلف انداز میں اظہار کرتے رہتے ہیں۔چنانچہ احادیث کی صحت اور سقم کا اپنی جہالت کے باوجود فیصلہ کرنا اس کی واضح دلیل ہے اور یہ صریحاً گمراہی وضلالت ہے۔

اس علم کی بنا پر ہی حدیث کی صحیح پرکھ ہوتی ہے اور رواۃ کا صحیح پتہ چلتا ہے۔علم حدیث میں اس علم کا بہت بڑا حصہ ہے۔رواۃ کی جانچ پرکھ کی بنا پر ہی احادیث کے صحیح، متواتر، شاذ، ضعیف، منکر، موضوع اور متصل ہونے کا پتہ چلتا ہے اور محدثین کی محنت شاقہ اور جدوجہد کی بنا پر ہی اصول جرح وتعدیل وضع کئے گئے بعض دیگر علوم میں بھی بعد ازاں انہی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا۔لیکن اس علم کی ابتدا کا سہرا محدثین کے سر ہے۔باقی لوگ ان کے خوشہ چیں ہیں۔

علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں علم حدیث کی ۹۳/انواع بیان کی ہیں اور ہر نوع کی مختلف اقسام بتائی ہیں۔اس سے اس علم کی اہمیت وافادیت اور وسعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے متعلق محدثین نے کس طرح محنت کی ہے، علم جرح وتعدیل کے مطالعے سے ہی راویوں کے مکمل حالات کی معلومات حاصل ہوتی ہیں، ان کی دیانت، امانت، صداقت اور لین دین کیسا تھا؟، وہ حدیث کے معاملے میں کیسے تھے ان کا حافظہ کیسا تھا؟ اعلیٰ درجے کے محدث کے مقابلے میں اگر اس سے کم درجے کا محدث کسی معاملے میں مخالفت کرے تو وہ حدیث شاذ ہوگی۔جس حدیث کے تمام راوی عادل ہوں، کامل الضبط ہو۔اور دیگر اعلیٰ صفات ہوں تو وہ صحیح کہلائے گی۔حافظے کی کمزوری ہو تو حسن بن جائے گی۔اگر کوئی راوی کسی استاد کا نام چھپا کر اور طرح سے ظاہر کرے یا جس حدیث کو سنا رہا ہو وہ اس استاد سے نہ سنی ہو تو وہ مدلس کہلائے گا۔ان تمام چیزوں کی جانچ پرکھ کے لئے محدثین نے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ان کی ہر ایک چیز کو جانچا، امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح میں جن رواۃ سے بیان کیا ہے۔ان کے متعلق ان کو ہر قسم کی معلومات ہیں، اپنے علم وتقویٰ کے باوجود انہوں نے سولہ سال میں اپنی الجامع الصحیح کو مکمل کیا۔

تعدیل تو ظاہر ہے کہ راوی کی مدح و ثنا ہے۔اس کے جواز میں کیا شک ہوسکتا ہے۔البتہ جرح بظاہر برائی و غیبت ہے جسے شریعت عام انسانوں کے لئے پسند نہیں کرتی، چہ جائے کہ اہل علم کی زبان سے ہو اور وہ بھی اہل اسلام و اہل علم کے متعلق ہو، مگر چونکہ اس کا تعلق دین کی ایک اہم ضرورت ہے بلکہ دین و احکام کی حفاظت ہے۔اس لئے اس کا اظہار ضروری ہے اور اس کو غیبت شمار نہیں کیا جاتا۔

۱۔ابن سیرین کا مقولہ ہے:

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذونه (۷)

یہ علم دین ہے لہذا خوب اچھی طرح غور کرلیا کرو کہ تم اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہو۔

۲۔ابن مبارک کا قول ہے:

الاسناد من الدين لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء (۸)

اسناد دین کا ایک جزو ہے، اگر یہ مبارک سلسلہ نہ ہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہتا۔

۳۔ابن سیرین کا بیان ہے:

لم يكونوا يسئلون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما وقعت نظروا من كان من اهل السنة، ومن كان من اهل البدع تركوا حديثه. (۹)

وہ حضرات (صحابہ و تابعین) اسناد کے متعلق سوال نہیں کیا کرتے تھے مگر جب فتنوں کا دور دورہ ہوا تو دیکھتے تھے کہ اہل سنت کون ہے۔اس صورت میں اہل بدعت کی حدیث کو چھوڑ دیتے تھے۔

اس لئے امت نہ صرف اس کے جواز کی بلکہ استحسان اور ضروری ہونے کی قائل رہی ہے اور اس کا ثبوت قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَO(۱۰)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے سامنے کوئی خبر بیان کرے تو چھان بین کرلیا کرو۔ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نقصان پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہو۔

امام خازن اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امر کی وضاحت اور حقیقت کا انکشاف کرو اور فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو (۱۱) رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے متعلق وضاحت فرمائی کہ تحقیق کے بغیر بات نہ کی جائے ۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

كفى بالمرء اثما ان يحدث بكل ماسمع (۱۲)

کسی انسان کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو آگے بیان کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِۦ ط وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ط وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ○ (۱۳)

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کردیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول ﷺ کے اور اپنے میں سے ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان تک پہنچا ئیں تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں اور اگر تم لوگوں پر خدا کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے، سوائے تھوڑے سے آدمیوں کے۔

حضور ﷺ سے تعدیل بھی منقول ہے اور جرح بھی ۔حضرت عبداللہ بن عمر کے متعلق آپ کا ارشاد: ان عبد الله رجلٌ صالحٌ (۱۴)۔ ''عبداللہ ایک نیک آدمی ہے'' ان کے حق میں تعدیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں:

ان رجلا استاذن على النبي ﷺ فلما راه قال بئس اخو العشيرة وبئس ابن العشيرة، فلما جلس تطلق النبي ﷺ في وجهه و انبسط اليه فلما انطلق الرجل قالت له عائشه يا رسول الله ﷺ حين رايت الرجل قلت له كذا وكذا ثم تطلقت في وجهه وانبسط اليه فقال رسول الله ﷺ يا عائشه، متى عهدتني فاحشا؟ ان شر الناس عند الله منزلة يوم القيامة من تركه الناس اتقاء شرّه.

(۱۵)

ایک شخص نے رسول پاک ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی جب آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا قبیلے کا برا بھائی یا قبیلے کا برا بیٹا ہے۔ پھر جب وہ آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ کے چہرے سے خوشی کے اثرات نمایاں تھے پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو ایسے ایسے کہا اور پھر اس کے سامنے آپ کے چہرے پر خوشی کے اثرات تھے تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تم نے کب مجھے فحش پایا ہے۔ اللہ کے ہاں قیامت کے روز برے وہ لوگ ہیں جن کو ان کے شر کی وجہ سے لوگ چھوڑ دیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آخر کب تک تم بدکردار کے ذکر سے گریز کرو گے، اس کی برائیاں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے ہوشیار رہیں۔ (۱۶)

عدالت صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (۱۷)

تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کے لئے نکالا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

لا تمس النار مسلماً رآني او رأى من راني. (۱۸)

جس مسلمان نے مجھے دیکھا اسے آگ نہیں چھوئے گی اور جس نے اس مسلمان کو دیکھا اسے بھی آگ نہیں چھوئے گی۔

عدالت صحابہ کے متعلق قرآن مجید کی کئی آیات ہیں اور زبان نبوی سے کئی احادیث میں ان کی عدالت بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اہل ایمان کی خوبیاں بیان کی گئی ہے، جبکہ کفار کی برائیاں بیان کی گئی ہیں۔

علم جرح وتعدیل کا ارتقا:

جرح وتعدیل کا سلسلہ دورِ صحابہؓ ہی میں شروع ہو چکا تھا۔خوارج و روافض کے ظہور کے بعد تحقیق اور تفتیش ہی کے بعد روایت قبول کی تھی ۔قرآن و حدیث سے بھی جرح وتعدیل ثابت ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ .(۱۹)

تم بہترین امت نکالی گئی ہو۔

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْآ (۲۰)

اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے سامنے کوئی بات بیان کرے تو چھان بین کر لیا کرو۔

اس طرح ارشادِ ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (۲۱)

اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادیا ہے جو اعتدال پر ہے تا کہ تم لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول ﷺ گواہ ہوں۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا تو آپ نے صحابہ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا، صحابہ کرام نے عرض کیا۔

حری ان خطب أن ينكح، وان شفع ان يشفع وان قال ان يستمع له.

اگر یہ شخص نکاح کا پیغام لائے تو اسے قبول کیا جائے، اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے گی۔اگر یہ بات کہے تو اس کی بات سنی جائے گی۔

پھر ایک اور شخص گذرا جو مسلمان فقرا میں سے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے بارے میں پوچھا، صحابہ نے کہا:

حرى إن خطب ان لا ينكح، وان شفع ان يشفع وان قال ان له يستمع اليه فقال رسول ﷺ هذا خير من مل ء الارض مثل هذا (۲۲)

اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس کو قبول نہ کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور کہے تو اس کی بات کو بھی نہیں سنا جائے گا۔رسول ﷺ

نے فرمایا: یہ اس جیسے لوگوں سے بہتر ہے خواہ اُن سے تمام زمین بھر جائے۔

اس حدیث کے اندر اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی کسی شخص یا بات کے متعلق بتائے کہ اس کی دینی پوزیشن کیا ہے اور ایسا کہنا غیبت نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے خود اس کے بارے میں بتایا تا کہ اگر وہ سچا آدمی ہوتو اس کا لوگوں کو پتہ چلے اور اگر جھوٹا آدمی ہوتو اس کے بارے میں بھی لوگوں کو پتہ چلے۔(۲۳)

امام حاکم ابوعبداللہ نیشا پوری فرماتے ہیں کہ جن صحابہ وتابعین وائمہ سے جرح وتعدیل ثابت ہے ان کو دس طبقات پر تقسیم کیا ہے اور ہر طبقے کے چار افراد کو لیا ہے۔طبقہ اولی میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابت ہیں۔ان حضرات نے جرح وتعدیل اور روایات کی صحت وسقم پر بحث کی ہے اور دسویں طبقے میں ابو اسحاق ابراہیم بن حمزہ اصبہانی، ابو علی نیشا پوری، ابو بکر محمد بن عمر بن سلمہ بغدادی اور ابوالقاسم حمزہ بن علی کنانی مصری ہیں،(۲۴) صحابہ میں سے سب پہلے ابو بکرؓ نے جرح وتعدیل پر کلام کیا

حضرت ابو بکرؓ کے پاس کسی کی دادی میراث کے بارے میں سوال کرنے کے لئے آئیں تو آپؓ نے فرمایا، قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں میں لوگوں سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

جب لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ دادی کو چھٹا حصہ ملنا چاہیے، حضور ﷺ سے ایسا ہی مروی ہے۔ابو بکر صدیق نے اس پر کوئی گواہ مانگا تو محمد بن سلمہ نے اس پر گواہی دی۔(۲۵)

اس طرح حضرت عمر فاروقؓ بھی احادیث رسول ﷺ کے میں سلسلے میں بہت محتاط تھے۔امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں:

> **وهو الذی سنّ للمحدثين التثبت في النقل و ربما كان يتوقف في خبر الواحد اذا ارتاب.**
>
> وہی ہیں جنہوں نے نقل حدیث میں ثبوت کو محدثین کے لئے جاری کیا۔ جب کبھی خبر واحد کے متعلق شک ہوتا تو توقف فرماتے۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے حضرت ابو موسیٰ نے دروازے کے پیچھے سے تین دفعہ حضرت عمرؓ کو سلام کہا۔انہوں نے اجازت نہ دی (نہ جواب دیا)۔وہ لوٹ گئے۔حضرت عمرؓ نے ان کے پیچھے پیغام بھیجا اور پوچھا کہ آپ لوٹ کیوں گئے تھے۔انہوں نے کہا میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا:

اذا سلم احدکم ثلاثًا فلم یجب فلیرجع

جب کوئی تم میں سے تین دفعہ سلام کرے اور اسے جواب نہ ملے تو لوٹ جائے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ اس بات پر کوئی دلیل (گواہ) لاؤ ورنہ میں نہ چھوڑوں گا حضرت ابوموسیٰ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ہم نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا اور پوچھا کہ آپ میں سے کسی نے یہ سنا ہے۔ہم نے کہا ہم تمام نے سنا ہے۔انہوں (صحابہ) نے ایک آدمی ان کے ساتھ بھیج دیا اور اس نے حضرت عمرؓ کو جا کر بتایا۔حضرت عمرؓ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ کی خبر کی تائید ہو جائے۔اس کو نقل کرکے امام ذہبی فرماتے ہیں:

ففی هذا دلیل علی الخبر اذا رواه ثقتان کان اقوی وارجح مما انفرد به واحد. (۲۶)

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث کو جب دو ثقہ راوی بیان کریں تو زیادہ راجح ہوتی ہے۔اس سے جس کو ایک بیان کرے۔

حضرت علیؓ جب کسی سے حدیث سنتے تو یقین کرنے کے لئے حلف لیتے تھے۔اگرچہ وہ ثقہ اور مامون ہوتا۔وہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں پیغمبر ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ جو چاہتا مجھے اس سے نفع دیتا اور جب میں کسی اور سے حدیث سنتا تو میں اس سے قسم لیتا۔حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے مجھ سے سچ کہا:

قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ما من عبد مسلم یذنب ذنبًا ثم یتوضأ ویصلی رکعتین ثم یستغفر الله الا غفر له. (۲۷)

اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان اگر کوئی گناہ کرے تو وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے تو اسے بخش دیا جائے گا۔

صحابہ کرام، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ وغیرہ اپنے ساتھی صحابہ کرام وغیرہ کو حدیث کے معاملے میں متہم نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ایسا احتیاط کے تقاضے سے کرتے تھے تا کہ کوئی آدمی ایسی جرات نہ کر سکے۔(۲۸)

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: رجال پر کلام بہت سے صحابہ کرام نے کیا ہے، تابعین کے عہد میں اس سلسلے میں مزید اضافہ ہوا ہے۔اس طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا۔

چند آئمہ جرح وتعدیل:

یوں تو بڑے بڑے محدثین نے مختلف راویوں پر بحث کی ہے۔لیکن جو حضرات اس موضوع پر زیادہ مشہور رہوئے، انہیں جرح وتعدیل کے امام کہا جاتا ہے۔ابن صلاح نے صالح بن محمد الجزرۃ سے بیان کیا کہ پہلے جس نے اماموں میں سے رجال کے متعلق کلام کیا شعبہ بن الحجاج، یحییٰ بن سعید القطان پھر احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین ہیں۔انہوں نے بطور علم اس پر کام کیا ہے۔ان سے قبل جرح وتعدیل رسول ﷺ اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد بھی کلام ثابت ہے۔(۲۹)

مندرجہ ذیل حضرات ابتدائی طور پر اس باب میں بہت معروف رہے ہیں:

۱۔ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج (۱۴۰ھ)
۲۔ یحییٰ بن سعید القطان (ت ۱۹۸ھ)
۳۔ عبدالرحمٰن بن مہدی (ت ۱۹۸ھ)
۴۔ یحییٰ بن معین (ت ۲۲۳ھ)
۵۔ علی بن المدینی (ت ۲۳۴ھ)
۶۔ امام احمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)
۷۔ امام بخاری (ت ۲۵۶ھ)
۸۔ امام نسائی (ت ۳۰۳ھ)
۹۔ امام دارقطنی (ت ۳۸۵ھ)

ان حضرات نے جرح وتعدیل کے قوانین وضع کیے۔رواۃ حدیث کے درجات متعین کیے اور ایک لاکھ کے قریب اشخاص کے حالات زندگی چھان مارے۔یہی وہ حضرات ہیں جو علم نبی کو نکھار لائے، یہ علمائے اسلام کا ایسا عظیم علمی کارنامہ ہے کہ اقوام عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسری صدی آئی تو اسلام میں مزید بہت سے نئے نئے فرقے پیدا ہوئے۔حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ اس طبقے کے دور میں دولت اسلامیہ بنی امیہ سے بنی عباس کی طرف ۱۳۲ھ میں

منتقل ہوئی۔اسی زمانے میں بصرے میں عمرو بن عبید اور واصل بن عطا نمایاں ہوئے۔جنہوں نے لوگوں کو مذہب اعتزال کی طرف دعوت دی۔

حافظ شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں:

جب تابعین کا دور آخر آیا، یعنی ۱۵۰ھ کے قریب آئمہ کی ایک جماعت نے توثیق و تضعیف پر باقاعدہ کلام کیا۔

حافظ سیوطی فرماتے ہیں:

یہ جو کہا گیا کہ سب سے پہلے رجال پر شعبہ بن حجاج اور یحییٰ بن سعید القطان نے کلام کیا۔اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے باقاعدہ جرح و تعدیل کو فن کی حیثیت دی اور اس کو مدون کیا۔(۳۰)

شروط جرح وتعدیل:

شروط تعدیل:

قبول تعدیل کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ معدل، عادل ہو۔فاسق کی تعدیل مقبول نہیں ہوگی۔

۲۔ معدل متیقظ ہو۔مغفل نہ ہو کہ راوی کے حالات ظاہری سے دھوکہ کھا جائے۔

۳۔ معدل اسباب تعدیل کا عارف ہو۔جو صفات قبول ورد کو نہ جانتا ہو اس کی تعدیل مقبول نہیں ہوگی

۴۔ وہ پرہیز گار ہو: اس کی پرہیز گاری اس کو تعصب اور خواہشات سے روکے۔(۳۱)

شروط جرح:

قبول جرح کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ جارح عادل ہو، فاسق کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۲۔ جارح متیقظ ہو، مغفل کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۳۔ جارح اسباب جرح کا عارف ہو، غیر عارف کی جرح مقبول نہیں ہوگی۔

۴۔ جارح اسباب جرح کا بیان کرنے والا ہو، جرح مبہم مقبول نہیں ہوگی۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر جرح مبہم کے قبول کے قائل ہیں۔الا یہ کہ جن رواۃ کی عدالت معلوم ہے ان کے بارے میں جرح مبہم اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک کہ سبب جرح بیان نہ کر دیا جائے۔

۵۔ جن کی امامت لوگوں کے درمیان مشہور رہو اور جن کی عدالت حد تواتر کو پہنچتی ہو ایسے اماموں پر واقع جرح غیر مقبول ہوگی جیسے نافع، شعبہؒ، مالک اور بخاریؒ وغیرہ (۳۲)۔

تعارض جرح وتعدیل:

تعارض جرح وتعدیل کی چار حالتیں ہیں:

اوّل: جرح وتعدیل دونوں ہی مبہم ہوں۔یعنی اسباب جرح یا اسباب تعدیل غیر مفسر ہوں ایسی صورت میں اگر ہم جرح مبہم کے عدم قبول کے قائل ہوتے ہیں تو گویا تعدیل مبہم کے قبول کے قائل ہوئے کیونکہ فی الواقع اس کا کوئی تعارض نہیں۔اگر جرح مبہم کے قائل ہوتے ہیں اور یہی راجح ہے تو اس وقت تعارض لازم آتا ہے۔پس راجح پر عمل ہوگا۔مرجحات یہ ہیں:

۱۔ قائل عادل ہو۔

۲۔ راوی کے حالات کو اچھی طرح جاننے والا ہو۔

۳۔ اسباب جرح وتعدیل کا جاننے والا ہو۔

۴۔ کثرت تعداد کی رعایت کی جائے گی۔جارح کی تعداد زیادہ ہو تو وہ مجروح سمجھا جائے گا۔ اگر معدل کی تعداد زیادہ ہو تو اس کو عادل سمجھا جائے گا۔

الثانی: جرح وتعدیل دونوں ہی مفسر ہوں یعنی اسباب جرح یا اسباب تعدیل مبین ہوں تو جرح مقبول ہوگی۔کیونکہ جارح کے پاس زیادہ علم ہے۔

اگر کوئی معدل یہ کہے کہ جن اسباب کی بنا پر اس کو مجروح کیا گیا ہے وہ اسباب وبنیاد زائل ہوگئے ہیں۔اس وقت تعدیل مقبول ہوگی کیونکہ معدل کے پاس زیادتی علم ہے۔

ثالث: تعدیل مبہم ہو اور جرح مفسر ہو تو اس وقت جرح مقبول ہوگی۔کیونکہ جارح کے پاس زیادتی علم ہے۔

رابع: جرح مبہم ہو اور تعدیل مفسر ہو تو اس وقت تعدیل مقبول ہوگی راجح ہونے کی بنا پر۔(۳۳)

وجوہ طعن فی راوی:

طعن راوی کے دس اسباب ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق عدالت سے ہےاور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

طعن متعلقہ عدالت:

۱۔کذب ۲۔تہمت کذب ۳۔بدعت ۴۔فسق ۵۔جہالت

طعن متعلقہ ضبط:

۱۔زبانی اغلاط۔ ۲۔یاداشت کی خرابی ۳۔غفلت ولاپرواہی ۴۔کثرت وہم۔
۵۔مخالفت ثقات۔(۳۴)

مراتب جرح وتعدیل:

(الف): مادل علی المبالغة في التوثيق أو كان على وزن أفعل، وهي أرفعها مثل، فلان اليه المنتهي في التثبت، أو فلان أثبت الناس

کسی راوی کی توثیق میں مبالغے پر مشتمل لفظ یا اسم تفضیل ہو جو افعل کے وزن پر آئے۔یہ تعدیل کے سب سے ارفع معیار کو ظاہر کرتا ہے مثلاً یوں کہا جائے فلاں شخص وہ ہے جس پر ثبت اور پختہ روی کی انتہا ہوتی ہے،یا فلاں شخص وہ ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ ثقاہت کا حامل ہے۔

(ب): ثم ما تاكد بصفة أو صفتين من صفات التوثيق كثقة ثقة، أو ثقة ثبت. (۳۵)

پھر توثیق کے لئے ایک یا دو صفات استعمال کر کے توثیق کو موکد بنایا جائے جیسے ثقہ ثقہ یا ثقہ ثبت۔

(ج): ثم ما عبر عنه بصفة دالة على التوثيق من غير توكيد كثقة أو حجة. (۳٦)

اس کے بعد توثیق کا درجہ ہے جس میں ایسا لفظ استعمال کیا گیا ہو جو توثیق پر دلالت کرتا تو ہو لیکن اس کی تاکید نہ ہو جیسے کہا جائے ثقہ یا حجۃ ۔

(**د**): ثم مادل علی التعدیل من دون اشعار بالضبط، کصدوق، أومحلہ الصدق، أولا بأس بہ عند غیر ابن معین، فان "لا باس بہ" اذا قالہا ابن معین فی الراوی فہو عندہ ثقۃ (۳۷)

ایسے الفاظ جو راوی کی تعدیل پر دلالت کریں لیکن اس میں ضبط شامل نہ ہو۔ مثلاً کہا جائے "صدوق" یا "محلہ الصدق" یا "لاباس" بہ وغیرہ البتہ "لاباس بہ" کا فقرہ ابن معین کسی راوی کے سلسلے میں استعمال کریں تو یہ فقرہ ثقہ اور پوری طرح با اعتماد راوی ہی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔

(**ھ**): ثم مالیس فیہ دلالۃ علی التوثیق او التجریح، مثل فلان شیخ، او روی عنہ الناس

پھر ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن میں راوی کی توثیق یا تجریح کی کوئی علامت نہیں ہوتی جیسے کوئی کہے "فلاں شیخ" یا روی عنہ الناس (فلاں شیخ ہے یا لوگوں نے اس سے روایت کیا)۔

(**و**): ثم ما أشعر بالقرب من التجریح: مثل: فلان صالح الحدیث أو یکتب حدیثہ (۳۸)

پھر ایک ایسا طریق بیان بھی ہے جو جرح راوی کی طرف اشارہ کرنے والا ہے جیسے فلاں صالح الحدیث یعنی فلاں شخص روایت حدیث کی صلاحیت رکھتا ہے یا اس کی حدیث کو لکھا جاتا ہے۔

جرح کے مراتب اور اس کے الفاظ:

مادل علی التلیین:

الف: وہی أسہلہا فی الجرح مثل: فلان لین الحدیث أو فیہ مقال

نرم روئے پر دلالت کرنے والے الفاظ جیسا کہ کہا جائے ۔

فلان لين الحديث يا فيه مقال

فلاں حدیث میں نرم ہے یا اس میں گفتگو ہے ۔

(ب): ثم ما صرح بعدم كتابة حديثه و نحوه، مثل فلان لا يكتب عنه، أو لا تحل الرواية عنه أو ضعيف جدًا، او واه بمرة

پھر ایسے الفاظ جن میں زیر بحث راوی کی روایات کی عدم کتابت کی صراحت ہو جائے۔مثلاً "فلان لايكتبه" يا لا تحل الرواية وغيره يا واه بمرة.

(ج): ثم ما صرح بعدم الا حتجاج به وشبهه: مثل فلان لا يحتج به، أو ضعيف، أوله مناكير

پھر ایسے الفاظ جن میں نا قابل حجت ہونے کی صراحت ہو اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں۔مثلاً "فلان لا يحتج" يا "ضعيف" يا "له مناكير".

(د): ثم ما فيه اتهام بالكذب أو نحوه: مثل فلان متهم بالكذب، أو متهم بالوضع، أو يسرق الحديث، أو ساقط، أومتروك، أو ليس بثقة

پھر وہ الفاظ جن کے ذریعے راوی پر جھوٹ وغیرہ تہمت لگائی جائے،مثلاً فلان متهم بالكذب يافلان متهم بالوضع يا سرق الحديث يا ساقط يا متروك يا ليس بثقة.

(ه): ثم مادل على وصفه بالكذب ونحوه: مثل كذاب أو دجال او وضاع

پھر ایسے الفاظ جو اس کے جھوٹ ہونے پر دلالت کرتے ہوں مثلاً ''کذاب'' دجال یا ''وضاع''

(و): ثم ما دل على المبالغة في الكذب (وهي أسوءها) مثل فلان اكذب الناس، أو اليه المنتهى في الكذب، أوهو ركن الكذب

پھر وہ الفاظ جو اس کے جھوٹ کی عادت کی انتہا کو بیان کریں۔یہ صورت سب سے بری ہے۔مثلاًفلان أکذب الناس یا الیہ المنتھی فی الکذب یاھو رکن الکذب. (۳۹)

کتب جرح وتعدیل:

کتب ضعفاء:

۱۔ علل حدیث و معرفة الرجال، علی بن المدینی (ت۲۳۴ھ)

۲۔ کتاب الضعفاء، یحییٰ بن معین (ت۲۳۳ھ)

۳۔ کتاب العلل و معرفة الرجال، احمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ)

۴۔ کتاب الضعفاء، محمد بن عبداللہ البرقی الزہری مولاہم (ت۲۴۹ھ)

۵۔ الضعفاء الصغیر، محمد بن اسماعیل البخاری (ت۲۵۶ھ)

۶۔ احوال الرجال، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (ت۲۵۹ھ)

۷۔ الضعفاء والمترو کون،ابوزرعۃ عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید الرازی (ت۲۶۴ھ)

۸۔ الضعفاء والمترو کون من اصحاب الحدیث، ابوعثمان سعید بن عمرو بن عمار الازدی البرزعی (ت۲۹۲ھ)

۹۔ الضعفاء والمتروکون ، ابوعبدالرحمٰن احمد بن علی بن شعیب بن علی النسائی (ت۳۰۳ھ)

۱۰۔ الضعفاء، ابویحییٰ زکریا الساجی (ت۳۰۷ھ)

۱۱۔ الضعفاء، ابوبشر محمد بن حماد الدولابی (ت۳۲۰ھ)

۱۲۔ کتاب الضعفاء ، ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم القیروانی (ت۳۳۳ھ)

۱۳۔ کتاب الضعفاء والمتروکون، ابوالحسین علی بن احمد بن المہدی الدارقطنی (ت ۳۸۵ھ)

۱۴۔ الضعفاء ، ابونعیم الاصبہانی (ت۴۳۰ھ)

۱۵۔ کتاب الضعفاء والمتروکون، ابوالفرج بن الجوزی (ت ۵۹۷ھ)

کتب ثقات:

۱۔ الثقات، ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق السعدی الجوزجانی (ت ۲۵۹ھ)

۲۔ الثقات، ابو الحسن احمد بن عبداللہ العجلی (ت ۲۶۱ھ)

۳۔ الھدایۃ والارشاد فی معرفۃ اھل الثقۃ والسداد، ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی (ت ۳۱۸ھ)

۴۔ الثقات، ابوالعرب محمد بن احمد التمیمی (ت ۳۳۳ھ)

۵۔ الثقات، محمد بن احمد بن حبان البستی (ت ۳۵۴ھ)

۶۔ تاریخ اسماء الثقات، عمر بن احمد بن شاہین الواعظ (ت ۳۷۵ھ) (مقدمہ الجرح و التعدیل، ۱۴۹ تا ۱۶۷)

۷۔ ذکر اسماء تابعین و من بعدھم ....، ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (ت ۳۸۵ھ)

۸۔ تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین الذہبی (ت ۷۴۸ھ)

کتب ثقات و ضعفاء:

۱۔ التاریخ الکبیر، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)

۲۔ التاریخ الاوسط، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)

۳۔ التاریخ الصغیر، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)

۴۔ الجرح والتعدیل، ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (ت ۳۲۷ھ)

۵۔ اخبار اصبھان، ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (ت ۴۳۰ھ)

۶۔ تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (ت ۴۶۳ھ)

۷۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ابوالحجاج یوسف بن المزی (ت ۷۴۲ھ)

۸۔ التذکرۃ فی رجال العشرہ، ابوعبداللہ محمد بن علی الحسینی (ت ۷۶۵ھ)

۹۔ المغنی فی ضبط الرجال، محمد طاہر پٹنی (ت ۹۸۶ھ)۔(۴۰)

حواشی

۱۔ ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث/ ج۱، ص۴۵۵۔
۲۔ صبحی صالح، اصول الحدیث/ ص۲۶۰،
۳۔ فیومی، المصباح المنیر/ ج۲، ص۴۴۔
۴۔ فیومی، المصباح المنیر/ ج۲، ص۴۴
☆ القاموس المحیط/ ج۴، ص۱۳
۵۔ ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام/ ج۱، ص۱۴۵
۶۔ صبحی صالح، اصول الحدیث علومہ ومصطلحہ/ ص۲۶
☆ کشف الظنون/ ج۱، ص۵۸۲
☆ الحطہ بذکر الصحاح الستہ/ ص۳۸
☆ ابجد العلوم/ ج۲، ص۲۱۱۔
۷۔ ابن عبدالبر، التمہید/ ج۱، ص۴۶
۸۔ صالح الجزائری، توجیہ النظر/ ص۲۲۵
۹۔ الذہبی، میزان الاعتدال (بیروت دار المعرفہ، الطبعۃ الاوالی)/ ج۱، ص۴۳۰۔
۱۰۔ سورۃ الحجرات آیت ۶
۱۱۔ علاء الدین علی بن محمد البغدادی، تفسیر الخازن المسمّٰی لباب التاویل معانی التنزیل (بیروت، دار الفکر، ۱۹۷۹ء)/ ج۶، ص۲۲۲
۱۲۔ ابوداؤد، السنن (القاہرۃ)/ ج۲، ص۳۰۲، ۳۰۴
۱۳۔ سورۃ النساء، آیت ۸۳
۱۴۔ الترمذی/ السنن (دار السلام الریاض) رقم ۳۸۲۵ کتاب المناقب، مناقب عبداللہ بن عمر
۱۵۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، باب لم یکن النبی افاحشا ولا متفاحشا (ریاض، دار السلام، طبعہ الثانیہ)/ ص۱۰۵۲
۱۶۔ علوم الحدیث/ ص۲۱۷،
☆ تفسیر ابن کثیر/ ج۷، ص۳۵۰
☆ تفسیر ابن کثیر/ ج۱، ص۳۲۱،
☆ مقدمہ مسلم/ ج۱، ص۱۰،
☆ فن اسماء الرجال/ ص۶۵،
۱۷۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۰
۱۸۔ الترمذی، السنن/ ج۲، ص۲۲۶،
۱۹۔ سورۂ آل عمران، ۱۱۰
۲۰۔ سورۃ الحجرات، آیت ۶
۲۱۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۳
۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح / ج۷، ص۱۰
۲۳۔ نواب صدیق حسن خان، المنہاج شرح صحیح مسلم/ ج۱، ص۱۲۳
۲۴۔ حاکم، معرفۃ علوم الحدیث (بیروت، دار الآفاق الجدیدۃ الرابعۃ، ۱۹۸۰ء، ۱۴۰۰ھ/ ص۵۲
۲۵۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ/ ج۱، ص۳
۲۶۔ ایضاً
۲۷۔ ایضاً/ ص۱۰،
☆ محمد بن ابراہیم الوزیر، الروض الباسم (دار البشیر، عمان ۱۹۸۵ء، الطبعۃ الاولی)/ ج۱، ص۱۰۲
۲۸۔ محمد بن ابراہیم، الروض الباسم/ ج۱، ص۵۲
۲۹۔ ابن الصلاح، المقدمہ مع التمہید والایضاح/ ص۴۴۰
۳۰۔ سیوطی، تدریب الراوی
۳۱۔ د۔عبدالعزیز، ضوابط الجرح والتعدیل (الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۲ھ الطبعۃ الاولی)/ ص۳۷۔
۳۲۔ ابومعاذ عبدالجلیل اثری، تحفۃ اہل النظر فی مصطلح

اہل الخبر (گوجرانوالہ،عبدالمجید کھوکھر لائبریری، ۱۹۹۸ء)/ص۱۷۹۔
۳۳۔ ابو معاذ عبدالجلیل اثری،تحفۃ اہل النظر فی مصطلح اہل الخبر/ص۱۸۱،۱۸۴
۳۴۔ ڈاکٹر محمود طحان،تیسیر مصطلح الحدیث، (لاہور معارف السلامی، ترجمہ بنام اصطلاحات الحدیث،منظور حسین ندوی،۱۹۹۰ء،طبع اول)/ ۸۴،۸۵۔
۳۵۔ عبدالموجود،علم الجرح و التعدیل، (جامعۃ القاہرۃ)/ص۴۹۔
۳۶۔ السخاوی،فتح المغیث (المدینۃ المنورہ)/ص۳۲۷
۳۷۔ السیوطی،تدریب الراوی(المکتبۃ العلمیۃ بالمدینۃ المنورہ،الطبعۃ الاولی،۱۹۵۹ء)/ص۳۶۶
۳۸۔ محمود طحان،تیسیر مصطلح الحدیث/ص۱۵۰،۵۱
۳۹۔ تیسیر مصطلح الحدیث/ص۱۴۹،۱۵۰
۴۰۔ ابن ابو لاوی، اصول الجرح والتعدیل (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دار ابن عفان للنشر والتوزیع)/ص۲۰۲،۲۱۰۔
☆ عبدالروف ظفر،التحدیث فی علوم الحدیث(لاہور مکتبہ قدوسیہ اردو بازار)/ص۲۷۹،۲۸۲

مخدوم زادہ احمد خیرالدین انصاری کی زیرادارت

ماہنامہ **مسیحائی** کراچی

کا

سیرت رسول ﷺ نمبر

مدیر برائے اشاعت خاص: حافظ سید عزیز الرحمٰن

صفحات ۱۷۶۔قیمت ۱۳۰/روپے

اس شمارے میں لکھنے والے بعض اہلِ قلم ،

مولانا سید زوار حسین شاہؒ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں،مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ،مفتی محمد تقی عثمانی، ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا، ڈاکٹر محمود احمد غازی،حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ، پروفیسر سید محمد سلیمؒ،حضرت مولانا مفتی غلام قادر، ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، حافظ سید فضل الرحمٰن، ڈاکٹر خالد علوی، ڈاکٹر نثار احمد، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، پروفیسر محمد عبدالجبار شیخ، بریگیڈیر ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن، ڈاکٹر انعام الحق کوثر،مولانا ابن الحسن عباسی، ڈاکٹر عبدالروف ظفر، سید عزیز الرحمٰن،

رابطے کے لئے:0320-4077372☆فضلی بک سپر مارکیٹ،اردو بازار کراچی،فون:2212991